بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا غیر اللہ سے مدد مانگی جاسکتی ہے؟؟

فرمانِ مہدی موعود علیہ السلام (مفہوم): خدا سے خدا کے سوائے کچھ طلب مت کر۔ اگر (دوسری چیز) طلب کرنا (بھی) ہے تو خدا سے (ہی) طلب کر، لوگوں سے سوال مت کر۔

حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے اس بنیادی فرمان سے کون واقف نہیں جس میں آپؑ کی بعثت کا مقصدِ عین پوشیدہ ہے یعنی مخلوق اور خالق کے درمیانی پردے اُٹھا کر دیدار کا راستہ ممکن بنانا۔

ظاہر ہے اس نقل مبارک میں دنیاوی اسباب اختیار کرتے ہوئے کسی سے کچھ چاہنا، مدد طلب کرنا یا سوال کرنا مراد نہیں ہے بلکہ بندے کا اللہ کی جناب میں اپنی گزارشات پیش کرنا ہے جسے اصطلاحاً دعا مانگنا کہتے ہیں۔

اگر یہ غیر اللہ سے طلب کی جائیں تو اسے از روئے قرآن، اور فرامین خاتمین علیہما السلام شرک کہتے ہیں۔ بات واضح کرنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے کے دعا مانگنے میں اور بندگانِ خدا سے مدد لینے یا سوال کرنے میں کیا فرق ہوتا ہے۔

دعا کرنے والا اس یقین سے دعا کرتا ہے کہ دونوں جہاں میں اُس سے بہتر کوئی سننے والا نہیں۔۔۔	دنیا میں کسی سے مدد طلب کرنے یا سوال کرنے میں یہ عنصر نہیں ہوتا۔
دعا فوق الفطری یعنی (supernatural) طریقے سے ہماری حاجت پورا ہونے کا یقین دیتی ہے۔۔	مخلوق سے مدد یا سوال دنیاوی اصول اور مادّی حیثیت (Physical Laws) کو نظر میں رکھ کر لی جاتی ہے۔۔
بندہ جب دعا کرتا ہے تو اس یقین سے کرتا ہے کہ دعا کی قبولیت کے جملہ اختیارات اُس غیبی طاقت کے پاس ہیں جس سے وہ ملتمس ہے۔۔	دنیا میں بندہ جب کسی سے مدد طلب کرتا ہے تو ایسا خیال کوسوں دور رہتا ہے۔۔
دعا میں یہ یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ ملیگا یہیں سے ملیگا۔	دنیا میں مدد یا عرضی کئی جگہ دی جاسکتی ہے یا بھیجی جاسکتی ہے۔
دعا مانگتے وقت سائل کے ذہن میں صرف حاجت روا کا خیال ہوتا ہے۔	مخلوق سے مانگنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی۔

شروع میں مذکور نقل کے علاوہ تعلیمات امامناؑ میں دعا صرف دربارِ خداوندی میں پیش کرنے کی تاکید ملتی ہے۔ بزرگانِ دین کی بارگاہ میں بھی اُن سے مدد طلب کرنا یا اُن سے ایسی امید رکھنا جیسا کہ اللہ سے ہونی چاہئے شرک کہلاتا ہے۔

آج کل لوگ بزرگانِ دین کی زیارت صرف اس لئے کرنے جاتے ہیں کہ اُن سے فیض طلب کیا جائے یا حقیر دنیاوی مرادیں مانگی جائیں۔ جب اُن سے کہا جائے کہ دعا صرف اللہ سے مانگنی چاہئے تو کہتے ہیں کہ ہم گنہگار اللہ سے مانگنے کے لائق کہاں۔۔۔ یہ ہمارے جدِ امجد ہیں یا بزرگ ہیں ان سے

ہم بلا جھجک جو چاہے مانگ لیتے ہیں اور ہمارا کام نکل جاتا ہے۔ کچھ لوگ ذرا سنبھل کر جواب میں یوں کہتے ہیں ''ہم دراصل اللہ سے ہی مانگ رہے ہیں' ہم گنہگار اللہ کے سامنے کس منہ سے جاسکتے ہیں۔۔ اس لئے بزرگانِ دین کو وسیلہ بنا کر اپنی عرضی اللہ تک پہنچا دیتے ہیں'' اور یہ مشہور مقولہ ایسے سناتے ہیں جیسے کوئی حدیث سنا رہے ہیں کہ ''ہماری عرضی آپ سے اور آپ کی عرضی خدا سے''۔۔۔ کیا اللہ نے ایسا کہنے کا حکم دیا ہے یا خاتمینؑ کا کوئی فرمان ہے یا خود ان بزرگ ہستیوں کی تعلیمات ہیں جن کی زیارت کرنے لوگ ایسے عقائد کے ساتھ جاتے ہیں؟؟

کیا اللہ کی مخلوق' اللہ سے زیادہ سمیع و بصیر یا رحیم اور کریم ہو سکتی ہے؟

دیکھئے قرآن میں اللہ نے دعا کے معاملے میں اپنے سبھی بندوں کو بلا تفریق (نیک ہو یا بدکار) کس محبت سے جا بجا یقین دلا رہا ہے۔۔

۱) ترجمہ: اور تمہارے رب نے کہا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرنے والا ہوں' جو لوگ میری عبادت (مجھے پکارنے) سے سرتابی کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل کر دیئے جائیں گے۔ (سورۃ المومن/الغافر (۴۰:۶۰)

۲) ترجمہ: (اے رسولؐ) اگر میرے بندے آپ سے پوچھیں کہ میں کہاں ہوں پس میں ان کے قریب ہی ہوں' میں داعی کی دعا کا جواب دیتا ہوں پس' انھیں چاہئے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھی پر ایمان رکھیں تاکہ وہ راہِ راست پا سکیں۔ (بقرہ ۲:۱۸۶)

نوٹ: اس آیت میں ''کہہ دیجئے'' یعنی ''قل'' نہیں ہے' اس سے جو بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قل کہنا بھی مناسب نہ جانا کہ بندہ کہیں اپنے رب کو دور نہ سمجھے۔ قل کہتا تو دوری کا خیال جا سکتا ہے لہذا اُسکو بھی اللہ نے ہٹا دیا۔

۳۔ ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔۔؟ اور وہ آپ کو ڈراتے ہیں ان سے جو ان کے سواء ہیں' اور جن کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (سورۃ الزمر ۳۹:۳۶)

۴۔ ترجمہ: کہد و' 'اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے' اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ (سورۃ الزمر ۳۹:۵۳)

اس طرح سینکڑوں آسان اور بلا اختلاف سمجھ میں آنی والی آیات ہیں جو ہماری تفسیر میں ہی نہیں بلکہ کسی بھی مترجم سے لی جاسکتی ہیں۔۔

حاشیہ انصاف نامہ اور نقلیات میاں عالمؒ کی ایک نقل ملاحظہ فرمائیے ''ایک پیر اور مرید مکہ معظّمہ جا رہے تھے' پیر پانی پر مُصلّٰہ بچھا کر چلنے لگے' مرید سے کہا آ مُصلّے پر کھڑے ہو جا میں خدا خدا کہتا ہوں تو پیر پیر کہہ' لیکن مرید نے بھی خدا خدا کہا اور ڈوبنے لگا' پھر پیر نے کہا ''پیر۔ پیر کہہ'' تو اُس نے پیر۔ پیر کہا تو پانی سے اوپر آ گیا۔ یہ نقل صحابہؓ نے مہدیؑ کے حضور پیش کی' حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ''اچھا نہیں کیا جو نہیں ڈوبا خدائے تعالیٰ کے نام سے ڈوبتا تو شہید کہلاتا''۔

اس کے برخلاف ہمیں کوئی ایسی آیت یا فرمانِ امامنا نہیں ملتا جس میں یہ حکم دیا گیا ہو کہ بزرگانِ دین سے غائبانہ مدد مانگنی چاہئے یا مانگی جاسکتی ہے بلکہ جہاں ان برگزیدہ ہستیوں سے کرامات ظاہر ہوئیں' حضرت مہدی موعودؑ نے اُنکی قبر برابر کر دینے کا حکم دیا تاکہ لوگ پرستش نہ کرنے لگ جائیں۔ یاد رہے پرستش صرف زبانی اقرار سے اللہ کا شریک ٹھیرانے کو نہیں کہتے بلکہ ان کیفیات کو کہتے ہیں جن سے شرک کی بو آنے لگتی ہے۔

اگر بات وسیلے کی کیجائے تو اُسے بھی ہم قرآن اور خاتمینؑ کی سنت کی روشنی میں دیکھینگے جس کا ذکر ان شاءاللہ آگے آئیگا۔
اب کچھ عقل و علم کی روشنی میں اس بات کا فیصلہ کرینگے کے حاجت روائی کے لئے اللہ کو چھوڑ کر بزرگانِ دین کو اپنا کارساز بنانا کیسا ہے۔
جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ دعا آدمی صرف اُسی ہستی سے مانگتا ہے جس کو وہ سمیع و بصیر کے علاوہ فوق الفطری اختیارات کا حامل کُل سمجھتا ہے۔
عقیدت کا یہ اندرونی احساس اُس وقت بڑھ جاتا ہے جب عالمِ اسباب (یعنی materialistic world) کے تحت فطری ذرائع و وسائل (یعنی دنیا کے resources) بندے کی تکلیف دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتے ہیں اور وہ کسی فوق الفطری اقتدار کے مالک سے رجوع کرتا ہے۔ با آوازِ بلند ہی نہیں بلکہ دل ہی دل میں اس سے مدد کی التجا کرتا ہے' یہ سب کچھ وہ اس عقیدے کی بنا پر کرتا ہے کہ وہ اُس ہستی کو ہر جگہ ہر حال میں دیکھ رہی ہے' ہر وقت اُس کی پکار پر ملتفت ہوتی ہے (یعنی دلچسپی رکھتی ہے)' بلکہ انتظار میں رہتی ہے کہ کب وہ اپنی تکلیفیں مجھ تک لائیں' یہی نہیں بلکہ اُن کو ایسی قدرتِ مطلقہ حاصل ہے کہ پکارنے والا جہاں بھی ہو وہ اس کی مدد کو پہنچ سکتی ہے اور اسکی بگڑی بنا سکتی ہے۔
دعا کی اس حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ سمجھنا آدمی کے لئے مشکل نہیں رہتا کے جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی سے دعائیں کرتا ہے وہ در حقیقت شرک کا دروازہ کھول دیتا ہے کیوں کہ وہ ان ہستیوں کے اندر ایسے صفاتِ مطلقہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اگر وہ ان خدائی صفات میں خدا کا شرک نہ سمجھتا تو اس سے دعا مانگنے کا خیال نہ کرتا۔
دوسری بات یہ اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ محض یہ خیال کر لینے سے کہ سارے خدائی اختیارات کسی بندۂ خدا میں ہر وقت موجود رہتے ہیں تو لازم نہیں آتا کہ فی الواقع وہ اُن میں موجود ہوں محض انھیں قادرِ مطلق اور مدبر کائنات' سمیع و بصیر مان لینے سے وہ اختیارات اُن میں نہیں آجاتے بلکہ خالق۔ خالق ہی رہتا ہے اور مخلوق بہر حال مخلوق ہوتی ہے۔

اہم نکتہ:

اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسروں سے دعا مانگنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی درخواست لکھ کر ایوانِ حکومت کی طرف جائے لیکن اصل حاکم کو چھوڑ کر وہاں کے دوسرے سائلین جو اپنی امیدیں لئے بیٹھے ہیں انہی میں سے کسی ایک کے آگے اپنی درخواست پیش کرے اور پھر قدموں میں جھک کر یہ التجا کرتا جائے کہ آپ ہی سب کچھ ہیں' آپ ہی کا یہاں راج چلتا ہے' فلہٰذا میری درخواست کی منظوری (approval) آپ ہی کریں گے تو میرا کام بنے گا۔
یہ عمل اُس وقت گستاخی بن جاتا ہے جب خود حاکم اُسکے پاس ہو اور منادی کر رہا ہو کہ جسے جو چاہئے مجھ سے مانگ لے' میری رحمت کا دائرہ بے حد وسیع ہے' اگر حکومت کا باغی بھی ہے تو ایک معافی نامے پر میں اُسکے سارے جرم معاف کر دونگا۔۔۔ اس کے باوجود (عین اس حاکم کی موجودگی میں) کسی دوسرے کے سامنے وہ بندہ اپنی گزارشات اور منتیں پیش کرے۔
پھر یہ جہالت اپنے کمال کو اُس وقت پہنچ جاتی ہے جب وہ شخص (جس کے آگے درخواست پیش کی جا رہی تھی) دھتکار کر کہہ رہا ہو کہ ''اے میرے آقا کے گستاخ اور سلطنت کے باغی۔۔ تیرا مجھ سے کیا واسطہ۔۔۔! میرے قرابت دار تو وہ ہیں جو میرے حاکم کے وفادار ہیں'' لیکن اُس کے باوجود یہ شخص کہتا ہی چلا جاتا ہے کہ ''رحم میرے آقا رحم۔۔!!'' وہ بادشاہ سلامت مجھ گنہگار کی بات نہیں سنیں گے' میرے سرکار تو آپ ہی ہیں' یہ کام آپ کر سکتے ہیں ورنہ میرا کام نہیں بنے گا۔۔ بہ الفاظِ دیگر وہ یہ کہہ رہا ہے کہ ''آپ کی رحم دلی' حاکم کی رحم دلی سے زیادہ ہے۔۔۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟؟

ان نکات کو ذہن میں رکھ کر ''جو کچھ طلب کرنا ہے خدا سے (ہی) طلب کر' لوگوں سے سوال مت کر۔۔'' کی ماہیت سمجھی جا سکتی ہے۔۔

قرآن میں جہاں کہیں اللہ نے اپنے بندوں کو دعا سکھائی ہے وہاں ہر دعا صرف اللہ سے مخاطبت (address) کرتی ہے (نہ کہ غیر اللہ سے) جیسے ''اللّٰھُم' ربّنا' ربّی وغیرہ۔۔۔ نبیوں نے جس قدردانی سے مصیبت کے وقت صرف اور صرف اللہ کو یاد فرمایا' اللہ نے اُسے اپنی آیت بنا کر قیامت تک کے لئے ہماری رہنمائی فرمادی۔

وضو اور نماز میں پڑھی جانے والی دعائیں ہوں یا روزانہ ہر موقع پر پڑھی جانے والی مسنون دعائیں سبھی اللہ کی جناب میں مخاطب کی جاتی ہیں۔۔

حضرت امامنا مہدی موعودؑ جو مبین کلام اللہ' تابعِ تام اور ہمسر رسول اللہ ﷺ ہیں بالیقین یہی طریقہ اپنایا ہے اسی لئے ہر مہدوی تحیۃ الوضو کے بعد پڑھے جانے والی دعا ہو یا سجدہ مناجات' یا تراویح کی دعائیں ہوں یا لیلۃ القدر کی مخصوص دعائیں سب میں کہیں بھی غیر اللہ کو نہیں پکارتے۔ الغرض قرآن یا فرامینِ خاتمینؑ میں غیر اللہ سے خطاب کر کے دعا مانگنے کی دلیل تو کیا اشارہ تک نہیں ملتا۔۔

وسیلہ اختیار کرنا

اللہ کو پانے یا منانے کے لئے جن واسطوں کا سہارا اور مدد لی جاتی ہے اُسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ان مددگاروں میں خود اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں' خاتمینؑ کی ذاتِ مبارکہ ہیں (جن کے صدقے میں ہمیں ایمان نصیب ہوا)' تمام اہل اللہ ہیں' وہ مرشدین اکرام اور علمائے حق بھی ہیں جو اللہ کو دیکھنے دکھانے کی طلب اور تڑپ رکھتے ہیں۔

امامنا مہدی موعودؑ نے اسباب کی دنیا میں جو سب سے اہم وسیلہ بتایا ہے وہ ہے ''عمل'' لیکن اس کے اُوپر بھی آپؑ نے فرمایا ہے کہ بندۂ خدا اپنے عمل کو بھی مسبب (یعنی اپنے خدا) کی طرف لوٹا کر اللہ کے فضل کو ہی حقیقی وسیلہ سمجھتا ہے۔

اگر آپ ہماری دعاؤں پر غور کریں جو امامنا مہدیؑ کے صدقے سے ہمیں نصیب ہوئی ہیں' انکا اختتام بفضلک و کرمک یا اکرم الاکرمین وَبِرحمتک یا ارحم الراحمین پر ہوتا ہے۔

یہ عمل بہ محبت ہے جو سلوک کی پرواز میں سالک کو تقویت (energy) دیتی ہے دعا کی قبولیت میں واسطہ بنتی ہے۔

الغرض' وسیلے کو منزل سمجھ کر انہی کو اول و آخر نہ مانا جائے بلکہ خدا اور مخلوق کا بیّن فرق سمجھتے ہوئے وسیلے کے آداب ملحوظ رکھے جائیں۔ یعنی ہماری دعائیں احکم الحاکمین کے دربار میں راست (direct) پہنچنی چاہئے' صرف اُسی کے حضور کو خاطر میں رکھ کر وسائل اختیار کئے جائیں۔

یا اللہ ہم سب کو تیرے ہی فضل و کرم کے طفیل سے باعمل مہدوی بننے کی توفیق دے' خاتمینؑ کا صدقہ خوار بنائے رکھ' تمام صاحبِ دیدار ہستیوں کے راستے پر ہمارا قدم جمائے رکھ اور اُن کے طفیل میں ہمیں بھی اس دارفانی میں اپنا دیدار نصیب فرما۔ آمین

سید یعقوب شفیع مہدی

اپریل ۲۰۲۲

Mobile / WhatsApp (0091-8008 245 395)